Scholar Insight Journal
https://scholarinsightjournal.com/
Volume.3, Issue.3 (Oct-Dec-2025)
Acceptance Date: 11-17-2025

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 01-12-2025

مستشرقیت کی پرتیں: اسلام کی تفہیم پر اس کے اثرات کا تنقیدی جائزہ

Unveiling the Layers of Orientalism: A Critical Study of Its Impact on the Understanding of Islam

Ayesha Imran
M.Phil Islamic Studies, Institute of Islamic Studies and Shariah MY University Islamabad, Pakistan.
aishaimran286@gmail.com

Aroosa Latif
MPhil research scholar from Muslim Youth University Islamabad aroosazia84@gmail.com

Abstract:

For centuries, Orientalists have deeply engaged in the study of Islam and its teachings, producing a vast body of literature. Their efforts span across regions and cultures, and their presence is not confined to any one nation. While the overarching aim of many Orientalists appears to be the dissemination of doubts and misconceptions about Islam and Muslims, it is crucial to recognize the diversity within this group. Orientalists are not a monolithic entity; they range from those sincerely dedicated to knowledge and truth to those driven by bias and opposition. Some have genuinely contributed to the intellectual understanding of Islamic civilization, while others have merely worked to cast shadows of skepticism. This dichotomy raises an essential question: is the Orientalist movement a beacon of academic enlightenment or a calculated effort to mislead humanity about the essence of Islam? The answer lies within a detailed examination of the types of Orientalists—those committed to pure scholarly inquiry, those influenced by fanaticism, the deliberate opponents of Islam, and those who, though initially aligned with Orientalism, ultimately embraced the truth they discovered through their research. This study aims to introduce the various classes of Orientalists and explore the true nature of their research endeavors. It presents a nuanced perspective, neither wholly condemning nor uncritically praising the Orientalist movement, but striving to understand its complex motivations and multifaceted impact on the global perception of Islam and Muslims. The discussion seeks to highlight both the constructive and destructive outcomes of Orientalist scholarship throughout history.

Keywords: Orientalism, Islam, Misconceptions, Scholarship, Truth, Intellectual Discourse

CC BY

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 01-12-2025

تعارف:

استشراق کا معنی و مفہوم

عام فہم الفاظ میں استشراق کا معنی و مفہوم مشرق کو جاننے کی طلب یا خواہش رکھنا کہا جاتا ہے۔ لاطینی زبان میں کسی شے کے بارے میں تحقیق کرنے یا سیکھنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جرمنی میں اسکا معنی کسی شے کے بارے معلومات جمع کرنا ہے۔ اسی طرح فرانسیسی زبان میں ' لفظ رہنمائی کرنے کے لیے مستعمل ہے ۔ اور انگریزی ہی میں یہ لفظ اپنے حواس کو کسی خاص سمت میں لگا دینے کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے ۔ ڈاکٹر عمر بن ابراہیم رضوان نے استشراق کی تعریف کچھ یوں کی ہے '' :پس استشراق سے مراد اہل مغرب کا مشرق کے عقائد ، تاریخ اور فنون وغیرہ کا مطالعہ کرتا ہے۔'' استاذ فاروق عمر فوزی استشراق کا معنی و مفہوم متعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں : استشراق ایک ایسا علم ہے جو مشرق کی زبانوں، علمی ورثہ ، تہذیبوں ، معاشروں، ماضی اور حال کے بارے میں بتلاتا ہے ۔'' ڈاکٹر احمد عبد الرحیم السائح استشراق کو ایک ایسی آئیڈیالوجی قرار دیتے ہیں۔ استشراق کا بنیادی ہدف اسلام کے بارے میں پہلے سے قائم کردہ مخصوص خیالات کو فروغ دینا ہے، نہ کہ علمی تحقیق یا علمی تحریک کا حصہ بننا۔ یہ عمل علمی تجزیے یا غیر جانبدار مطالعے کی بجائے ایک سوچے سمجھے نظریاتی منصوبے کے طور پر سامنے آتا ہے، جس کا مقصد اسلام کے حوالے سے کچھ خاص نظریات کو عام کرنا ہے، چاہے وہ نظریات حقیقت پر مبنی ہوں یا گمراہ کن مفروضات اور غلط فہمیاں ہوں۔اس لیےاسے کسی طور پر خالص علمی سرگرمی نہیں کہا جاسکتا۔

فلسطینی نژاد امریکی ایڈورڈ سعید کہ انہوں نے اپنی کتاب میں استشراق کے موضوع پر تین ایسی تعریفات پیش کی ہیں جو اس کے تین مختلف پہلوؤں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ان میں سے تیسری تعریف درج ذیل ہے:

- "Orientalism can be discussed and analyzed as the corporate institution for dealing with the Orient—dealing with it by making statements about It, authorizing views of It, describing it, by teaching It, settling it, ruling over it In short, Orientalism as a Western style for dominating, restructuring, and having authority over the Orient."

استشراق کو اس زاویے سے بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ مغرب کا مشرق سے نمٹنے کا ایک منظم طریقہ کار ہے، جس کے تحت مشرق کے بارے میں بیانات جاری کیے جاتے ہیں، اس کے افکار و نظریات کی تشکیل کی جاتی ہے، اس کی تشریح کی جاتی ہے، اسے پڑھایا جاتا ہے، اور اسے کسی خاص زاویے سے متعین کر کے اس پر بالادستی قائم کی جاتی ہے۔ سادہ الفاظ میں، استشراق مغرب کا ایسا طریقہ کار ہے جس کے ذریعے وہ مشرق پر اپنی برتری، اس کی تشکیل نو اور اس پر کنٹرول کا اظہار کرتا ہے۔ یہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایڈورڈ سعید ایک غیر مذہبی مفکر کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ "استشراق" کا تصور اپنی ابتدا سے لے کر آج کے مفہوم تک مختلف ادوار سے گزرتا ہوا ایک خاص معنی اختیار کر چکا ہے۔ اور اس کے اساسی مفہوم میں مشرقی لغات اور علوم وفنون میں رسوخ جوہری عنصر کے طور شامل رہا ہے۔[1]

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شاندار تفسیر میں لکھا ہے کہ باربری کہتا ہے کہ "Orientalist" کا لفظ پہلی مرتبہ 1630ء میں مشرقی یا یونانی کلیسا کے ایک پادری کے لئے استعمال ہوا۔ روڈنسن کہتا ہے کہ "Orientalism یعنی استشراق کا لفظ انگریزی زبان میں 1779ء میں داخل ہوا اور فرانس کی کلاسیکی لغت میں استشراق کے لفظ کا اندراج 1838ء میں ہوا۔ حالانکہ عملی طور پر تحریک استشراق

اس سے کئی صدیاں پہلے وجود میں آچکی تھی اور پورے زور و شور سے مصروف عمل تھی۔[2]

مستشرقین کا آغاز

حقیقت یہ ہے کہ مستشرقین کی سرگرمیاں دسویں صدی عیسوی سے بھی قبل شروع ہو چکی تھیں۔اگرچہ اہل کتاب کی دشمنی اسلام کے ابتدائی دور ہی سے ظاہر ہونے لگی تھی، جب اسلام کا سورج دنیا میں طلوع ہوا، تو اس کے ساتھ ہی ان کی جانب سے اسلام اور مسلمانوں پر مختلف پہلوؤں سے حملوں کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا۔ ہلال اور صلیب کی اس کشمکش نے ابتدا ہی سے شدت اختیار کی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا۔تاہم، استشراق دراصل اہل کتاب کی جانب سے مسلمانوں کے خلاف قلمی محاذ کی صورت میں سامنے آیا، جو قدرے بعد کی پیداوار ہے۔اس مہم کا باقاعدہ آغاز آٹھویں صدی عیسوی میں ہوا، جب مشرق و مغرب کے اہل کتاب نے مل کر اسے فروغ دیا۔ مشرقی اہل کتاب میں یوحنا دمشقی (676–749) ایک نمایاں شخصیت کے طور پر سامنے آیا، جو خلافتِ ہشامی کے دور میں بیت المال سے منسلک تھا۔ بعد میں اس نے اپنی سرکاری ملازمت چھوڑ کر فلسطین کے ایک گرجاگھر میں قیام اختیار کیا اور مسلمانوں کے خلاف تحریری مواد تیار کرنا شروع کر دیا۔ اس نے اسلام کے خلاف دو کتابیں لکھیں جن میں سے ایک کا نام ''محاورہ مع المسلم اور دوسری کا نام" ارشادات النتصاری فی جدل المسلمین'' تھا۔ [3] یہ دونوں تصنیفات اسی مقصد کے تحت لکھی گئی تھیں جس کے تحت مستشرقین نے تصنیفات کے انبار لگا دیئے ہیں۔

اس لئے ہم یوحنا دمشقی کی مساعی کو تحریک استشراق کا نقطہ آغاز قرار دے سکتے ہیں۔ گو کچھ لوگ مشرق کا باشندہ ہونے کی بنا پر یوحنا دمشقی کو مستشرق تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی اس کی تصنیفات کو تحریک استشراق کا حصہ قرار دینے کیلئے تیار ہیں لیکن ہم نے مستشرقین کی جو تعریف کی ہے اس کی رو سے وہ مستشرق ہی شمار ہو گا۔ اگر یوحنا دمشقی کو مستشرق شمار نہ کیا جائے تو بھی تحریک استشراق کا آغاز آٹھویں صدی عیسوی ہی سے ماننا پڑے گا کیونکہ اس صدی میں مسلمانوں نے اندلس کو نہ صرف عسکری طور پر فتح کیا تھا بلکہ مسلمانوں کی تہذیب اور ان کے مذہب نے بھی وہاں پر اپنا تسلط قائم کر لیا تھا۔ اور اہل مغرب مسلمانوں کے علوم و فنون اور ان کی ثقافت کی طرف دو متضاد وجوہات کی بنا پر متوجہ ہوئے تھے۔ کچھ تو وہ تھے جن کو اسلامی علوم اور اسلامی تہذیب نے اتنا متاثر کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کی تہذیب کو اپنی تہذیب پر ترجیح دیتے تھے اور زندگی کو اسی تہذیب کے رنگ میں رنگنے پر فخر محسوس کرتے تھے۔ ان میں کچھ وہ بھی تھے جو مذہب عیسائیت پر قائم رہتے ہوئے اسلامی تہذیب و ثقافت سے متاثر تھے اور اسلامی جامعات میں حصول علم کے لئے بڑے شوق سے داخل ہوتے تھے۔

مستشرقین کی اقسام

صدیوں پر محیط مستشرق کی تاریخ مختلف مذاہب اور نظریات پر عمل کرنے والے لوگوں پر مشتمل رہی ہے اس لیے ضروری تھا کہ حالات کے ساتھ مستشرق کا طریقہ کار اور مقاصد بھی بدلتے رہیں۔ اس لیے ہر زمانے میں مستشرق اپنا چولا بدلتا رہا۔ کل اگر وہ سفید لبادہ پہنے لوگوں کا مفت علاج کر رہا تھا تو آج دنیا کو دہشت گردی سے آزاد کرانے کا عزم لیے اسلام کی بنیادوں پر حملہ آور ہے۔ یاد رہے اس ہمہ پہلو تحریک کے دامن میں کئی اچھے کام بھی موجود ہیں جو بری نیت سے کیے گئے اور اچھے مستشرق بھی موجود رہے ہیں جنہوں نے علمی سطح پر گراں قدر خدمات سرانجام دیں ہیں۔ تاہم ان کی اکثریت نے بنی نوع انسان کو فکری بے اعتدالی، نظریاتی بے راہ روی اور مادیت کے تحفوں ہی سے نوازا ہے۔ اسلام کے خلاف اس کھلے محاذ کو مستشرق نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ یعنی استشراق، تبشیر اور استعمار عمومی تاثر یہ ہے کہ یہ تین مختلف تنظیمیں ہیں اور یہ سب اپنے اپنے دائرہ عمل میں مصروف کار رہتی ہیں۔ تاہم مغرب کے جارحانہ عمل اور عزائم نے اس تاثر کو زائل کر دیا ہے اور ان تنظیموں کا

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 01-12-2025

باہمی تعلق اب کسی سے چھپا ہوا نہیں۔ان کا دائرہ عمل اگرچہ مختلف ہے مگر ان کا باہمی ارتباط ان کے مقاصد میں اشتراک کو ظاہر کرتا ہے۔ مبشرین وہ ہیں جنہوں نے عیسائیت کی تبلیغ واشاعت کو اپنی زندگی کا مقصد بنا رکھا ہے۔ان کا سب سے اہم کام اسلام کے مقابلے میں عیسائیت کی حقانیت کو ثابت کرتا ہے ان کا میدان سراسر علمی ہے چنانچہ وہ علمی میدان میں اپنے افکار کا اندھیرا پھیلا رہے ہیں۔ دوسرا گروہ استعمار پر مشتمل ہے۔ جن میں مغربی سیاست دان سفارت کار اور فوجی حکمران شامل ہیں جن کا مقصد مشرقی ممالک پر استعماری غلبے کی کوششیں کرنا ہے۔ جس میں گذشتہ صدیوں میں انھوں نے کافی کامیابیاں بھی حاصل کی ہیں اور جو لوگ علم اور انسانی خدمت کا لبادہ اوڑھ کر مصروف عمل ہیں وہ مستشرق کہلاتے ہیں۔[4]

مستشرقین کس قسم کے لوگ ہیں اور ان کے کام کی نوعیت کیا ہے ؟ اس سوال کا جواب معلوم کرنے کیلئے مستشرقین کو مختلف طبقوں میں تقسیم کرنا ضروری ہے۔ حضور ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ نے اپنی تفسیر ضیاء النبی میں مستشرقین کی تمام اقسام کو تفصیل سے بیان کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں

مستشرقین کی تاریخ کے بغور مطالعہ کی بنا پر ان لوگوں کو مندرجہ ذیل طبقات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1. خالص علم کے شیدائی مستشرقین
2. متعصب یہودی اور عیسائی مستشرقین
3. ملحد مستشرقین
4. اپنے علم کو پیشہ بنانے والے مستشرقین
5. ایسے مستشرقین جن کی تحریروں میں اسلام کے متعلق انصاف کی جھلک نظر آتی ہے۔[5]

وہ لوگ جو مستشرق تھے لیکن حق کا نور دیکھ کر اس کے حلقے میں شامل ہو گئے۔ مستشرقین کے ان تمام طبقات کا مختصر تعارف اور ان کے کام کی نوعیت پیش خدمت ہے۔

خالص علم کے شیدائی مستشرقین:

اس وقت یورپ اور امریکہ کی لائبریریوں میں کروڑوں کی تعداد میں کتابیں موجود ہیں۔ یہی وہ کتابیں ہیں جنہوں نے دنیا کا بالعموم اور یورپ کا بالخصوص نقشہ بدلا ہے۔ ان کتابوں میں بیشمار کتابیں وہ ہوں گی جن کے مصنفین کو مستشرق نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ یورپ اور امریکہ میں بیشمار ایسے مصنفین ہیں جن کا موضوع مشرق یا اسلام نہیں اس لئے ان کو متشرق کہنا صحیح نہیں۔ لیکن جس طرح پہلے بیان ہو چکا ہے کہ علوم و فنون کے اس ذخیرے نے مغرب میں جنم نہیں لیا بلکہ اس کا منبع مشرق ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتابیں تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں کہ جب ہسپانیہ سے علوم و فنون کی لہریں اٹھ کر ایک عالم کو بقعہ نور بنارہی تھیں، اس وقت یورپ جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ سارے یورپ کا کل علمی ذخیرہ چند ہزار کتابوں پر مشتمل تھا۔ اور ان کتابوں میں سے بھی اکثر کتابیں قصے کہانیوں اور مذہبی دعاؤں وغیرہ پر مشتمل تھیں۔ جب مشرق سے علم کا آفتاب طلوع ہوا تو ابتدا میں تاریکیوں کے سودائی اہل مغرب کی آنکھیں علم کے اس تیز نور سے چندھیانے لگیں۔ انہوں نے اس نور کو نفرت کی نظر سے دیکھا اور اسے اپنے ممالک کی حدود میں داخل ہونے سے روکنے کی کوششیں کیں۔ انہوں نے ہر اس راستے کو بند کرنے کی کوشش کی جس راستے سے علم یورپ میں داخل ہو سکتا

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 01-12-2025

تھا۔ تاریکیوں کے متوالے ظلمتوں کو دوام بخشنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے رہے لیکن جن دلوں نے علم کے نور کا جلوہ دیکھ لیا تھا وہ ہر ظلم سہہ گئے لیکن انہوں نے دوبارہ تاریکیوں کی طرف پلٹنا گوارانہ کیا۔ یورپ میں مذہب اور علم کے مابین معرکہ برپا ہوا۔ مذہب کے پاس کلیسا کی طاقت تھی۔ حکومتوں کے بے پناہ وسائل مذہب کی تحویل میں تھے۔ اس کے مقابلے میں علم علم کے پاس شمع علم کے متوالوں کے بے باک جذبوں کے سوا کچھ نہ تھا۔

دنیا جانتی ہے کہ یورپ کے معرکہ مذہب و علم میں علم کے متوالوں کے جذبے کلیسا اور بادشاہوں کی طاقت پر غالب آگئے اور مشرق سے طلوع ہونے والے آفتاب علم کی کرنوں نے یورپ کے چپے چپے کو منور کر دیا۔ وہ اصحاب علم جو بادشاہوں اور کلیسا کی متحدہ طاقت سے ٹکرا گئے تھے وہ اہل مشرق کے شاگر د تھے۔ وہ لوگ جو کتابیں پڑھتے تھے، جن کتابوں کے تراجم کرتے تھے، جن کی بنیاد پر نئی کتا بیں تصنیف کرتے تھے وہ ساری اہل مشرق اور مسلمانوں کی تصنیفات تھیں۔ اس لئے یہ لوگ استشراق کی ہر تعریف کے لحاظ سے مستشرق تھے۔ مستشرقین کا یہ طبقہ ہمیشہ موجود رہا ہے اور آج بھی موجود ہے اور یہ طبقہ اس وقت تک موجود رہے گا جب تک ممالک شرقیہ اسلامیہ میں ایک بھی ایسی چیز موجود ہے جس سے اہل مغرب استفادہ کر سکتے ہیں اور جس کو بنیاد بنا کر انسانی زندگی کے مختلف شعبوں کو ترقی دی جاسکتی ہے۔ مستشرقین کا یہ طبقہ مختلف طریقوں سے مشرق کے چپے چپے کو چھاننے میں مصروف ہے۔ یہ لوگ کھدائیوں کے ذریعے عالم مشرق کے مختلف علاقوں میں آثار قدیمہ تلاش کرنے میں مصروف ہیں۔ بے پناہ علمی سرمایہ جس کو مسلمانوں نے اپنی نالائقی کی وجہ سے طاق نسیان کی زینت بنا دیا تھا، یہ لوگ اس علمی سرمائے کی حفاظت، اس کی ترتیب و تدوین اور اس کی اشاعت کا بندوبست کر رہے ہیں۔ مسلمانوں نے جو کتابیں لکھی تھیں، مستشرقین کا یہ طبقہ ان کتابوں سے استفادے کو آسان بنانے کے لئے ان کی فہرستیں مرتب کر رہا ہے۔[6]

اگر چہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جن لوگوں نے مسلمانوں کے علمی سرمایے کو مغرب میں منتقل کیا ان کے پیش نظر اپنے ہی قومی مفادات تھے اور وہ یورپ کو بھی علم کے انہی ہتھیاروں سے لیس کرنا چاہتے تھے جن کے بل بوتے پر مسلمانوں نے دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو زیر کیا تھا۔ مستشرقین کا یہ طبقہ اگر چہ علم دوست تھا مگر پھر بھی ان کی یہ علمی بددیانتی قابل ذکر ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کے علوم سے فائدہ اٹھایا اور اپنی تمدنی تعمیر کی مگر اس کے باوجود ان کا عمومی پرو پیگنڈہ یہ ہے کہ انسانیت کی موجودہ ترقی میں مسلمانوں کا کوئی ہاتھ نہیں۔[7]

متعصب یہودی اور عیسائی مستشرقین:

استشراق کی تحریک کو شروع کرنے، اسے پروان چڑھانے اور زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے ساتھ ساتھ اس کی سمتیں متعین کرنے میں ان لوگوں کا کردار بڑا واضح ہے جو عیسوی اور یہودی ادیان سے گہرا ذہنی اور قلبی رابطہ رکھتے ہیں۔ تحریک استشراق کی تاریخ کے کسی بھی دور کا مطالعہ کیا جائے اور اس کے مختلف طریقہ ہائے کار میں سے جس کا بھی تجزیہ کیا جائے وہاں متعصب یہودی اور عیسائی مختلف بھیسوں میں مصروف کار نظر آتے ہیں۔ مستشرقین نے اسلام پر مختلف محاذوں سے حملے کئے ہیں اور ان کا یہ طبقہ ہر قسم کے حملوں میں صف اول میں رہا ہے۔ یوحنا د مشقی کی اسلام کے خلاف کتابیں، قرطبہ کے شہیدوں کی پیغمبر اسلام ﷺ کی شان میں گستاخی کی منتظم تحریک، پمپلونا کی ایک خانقاہ میں

لکھی جانے والی حضور ﷺ کی فرضی سوانح عمری، جس نے قرون وسطیٰ کے مستشرقین کو توہین رسول کے لئے بنیادی مواد فراہم کیا، پطرس محترم کی نگرانی میں ہونے والا ترجمہ قرآن جس کو بعد کے مستشرق مترجمین قرآن نے ترجمہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، علوم اسلامیہ کو یورپ کی زبانوں میں منتقل کرنے کی تحریک، یورپی یونیورسٹیوں میں عربی زبان کی تدریس کے لئے ادارے قائم کرنے کی مہم، صلیبی جنگوں کا مہیب سلسلہ، حضور ﷺ کی پاکیزہ شخصیت کو داغدار کرنے کی متعدد کوششیں، قرآن حکیم کی حیثیت میں تشکیک، احادیث طیبہ پر حملے، مسلمانوں کا رشتہ اپنے نبی اور اپنے دین سے توڑنے کی کوششیں، مسلمانوں کے دلوں سے اپنے دین کی محبت کم کر کے وہاں عیسائیت کی محبت کا بیج بونے کے حیلے، مسلمانوں کو عیسائی بنانا ممکن نہ ہو تو ان کو اپنے دین سے بیگانہ کرنے کی تدبیریں، اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ پر بے بنیاد حملے اور پھر ان حملوں میں کمی کرنے کی تدبیریں، مستشرقین کی ان تمام کوششوں کے پیچھے عیسائی راہبوں ، پادریوں اور یہودی علماء کا ہاتھ کار فرما نظر آتا ہے۔

مستشرقین کے اس طبقے نے جو رویہ اپنایا ہے، اس کے اسباب تاریخی ہیں۔ تحریک استشراق میں مستشرقین کے اس طبقے کا کردار بہت واضح ہے۔اسلام نے جب یہود و نصاریٰ کو عسکری میدان میں پے در پے شکستیں دیں تو ان کی مذہبی، سماجی اور سیاسی برتری کو زوال آنا شروع ہو گیا۔ جزیرہ عرب اور اس کے گرد و نواح میں عیسائیت اور یہودیت کے پھیلاؤ کے جو امکانات موجود تھے، اسلام نے ان کا راستہ روک دیا۔ چونکہ اہل کتاب کو بت پرستوں پر ایک سماجی فوقیت حاصل تھی، اس لیے جب بڑی تعداد میں مشرکین نے اسلام قبول کیا تو وہ برتری بھی باقی نہ رہی۔ اہل کتاب کے علماء اور مذہبی پیشوا، جو اپنی سماجی حیثیت کی بنیاد پر معاشی طور پر خوشحال زندگی گزار رہے تھے، اسلام کے ابھرنے کے بعد ان کے اس مقام و مرتبے کا خاتمہ ہو گیا۔ اسلام نے صرف عرب و حجاز ہی میں نہیں، بلکہ کئی خطوں میں ان کے اثر و رسوخ کو کمزور کر دیا اور ان علاقوں کی نہ صرف زمینیں بلکہ ان کے باسیوں کے دل بھی جیت لیے۔ در حقیقت، یہود و نصاریٰ نے اسلام سے دشمنی کا جذبہ اسی وقت دل میں پال لیا تھا جب انہوں نے دیکھا کہ نبوت کا عظیم منصب بنو اسرائیل سے منتقل ہو کر بنو اسماعیل کو دے دیا گیا ہے۔ وہ ابتدا ہی سے اسلام کی جڑیں کاٹنے کی کوششوں میں لگے رہے، لیکن جیسے جیسے ان کی مخالفت بڑھی، اسلام کی بنیادیں مزید مستحکم ہوتی چلی گئیں۔ ان کی مسلسل ناکامیوں نے اسلام دشمنی کے اس پودے کو تناور درخت بنا دیا۔ اسلام کے طلوع کے ساتھ ہی یہود و نصاریٰ کے دلوں میں حسد اور دشمنی کا جو بیج بو دیا گیا تھا، وہ وقت کے ساتھ ساتھ زہر آلود پودے کی صورت اختیار کرتا گیا۔ ان کے دلوں میں چھپا ہوا کینہ، بغض، اور پست ذہنیت اس وقت انتہا کو پہنچ گئی جب اسلام اپنی کامل صورت میں دنیا کے سامنے آیا، اور وہ حق و ہدایت کا نور بن کر چمکا، جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی شان بیان کی گئی ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ[8]

ترجمہ: کیا تم نے نہ دیکھا اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں۔

تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ[9]

ترجمہ: ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ سمجھیں۔

یہ حقیقت یہود و نصاریٰ کے لیے سخت اذیت کا باعث بنی کہ اسلام، جسے وہ ابتدا ہی سے ختم کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے، ایک مضبوط اور تناور درخت کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ انہوں نے اُس وقت بھی اسلام کے خلاف سازشیں کیں جب مسلمان کمزور اور مغلوب سمجھے جاتے تھے۔ مختلف طریقوں سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوششیں جاری رہیں۔ لیکن جب انہوں نے یہ منظر دیکھا کہ اسلام نہ صرف بیت المقدس ان سے واپس لے چکا ہے بلکہ اس کے پرچم سسلی اور اسپین پر لہرا رہے ہیں اور اسلامی لشکر یورپ کے دروازوں تک پہنچ چکے ہیں، تو وہ کھل کر سامنے آ گئے۔ انہوں نے صلیبیں گلے میں ڈالیں، تلواریں اٹھائیں اور مسلمانوں کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی۔ صلیبی جنگوں میں مسلسل ناکامیوں کے بعد، انہوں نے ہتھیار بدل لیے۔ اب تلوار کی جگہ قلم، اور میدان جنگ کی جگہ علم و تہذیب کا میدان بن گیا۔ ان کا نیا ہتھیار تھا زہریلا لٹریچر، جس کے ذریعے وہ مسلمانوں کی فکری بنیادوں کو کمزور کرنے لگے۔ جب ان کا اثر اتنا بڑھ گیا کہ مسلمان اپنے دین سے دور ہونے لگے، تب وہ نرمی اور ہمدردی کے لبادے میں اسلامی معاشروں پر حاوی ہو گئے۔ عادل حکمرانوں کا روپ دھار کر، انہوں نے ایسی پالیسیاں اپنائیں جو بظاہر فلاحی اور انسان دوست نظر آتی تھیں، لیکن ان کا اصل مقصد مسلمانوں کو دین سے دور کرنا تھا۔

انہوں نے مذہبی کتب لکھیں، تعلیمی ادارے قائم کیے، ہسپتال اور خیراتی تنظیمیں کھولیں۔ یہ سب اس انداز میں کیا گیا کہ گویا وہ انسانیت کی خدمت کر رہے ہوں۔ لیکن حقیقت میں انہوں نے جسمانی بیماریوں کے علاج کی آڑ میں روحانی بیماریوں کا بیج بو دیا، تعلیم کے نام پر نسلوں کو گمراہی کی راہ دکھائی اور فلاح کے دعووں کے پیچھے ایمان کی تجارت کی۔ مستشرقین کا یہ گروہ ماضی میں بھی سرگرم تھا اور آج بھی مختلف روپ میں اپنے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ کبھی وہ علم و تحقیق کے نام پر مسلمانوں کے عقائد پر حملہ آور ہوتا ہے، تو کبھی فکری آلودگی کے ذریعے نئی نسل کو اسلام سے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور کبھی اس زہر کو شہد میں ملا کر بڑی شفقت سے مسلمانوں کے سامنے رکھا۔ دشمنوں کے اس گروہ سے محتاط رہنا مسلمانوں کے لئے انتہائی ضروری ہے۔[10]

ملحد مستشرقین:

جب یورپ میں سائنسی ترقی اور فکری بیداری کا دور شروع ہوا، تو لوگوں نے ہر چیز کو عقل، دلیل اور تجربے کی کسوٹی پر پرکھنا شروع کر دیا۔ چونکہ یہودیت اور عیسائیت کی تعلیمات وقت کے ساتھ انسانی تحریفات کا شکار ہو چکی تھیں، اس لیے وہ اس نئے فکری معیار پر پورا نہ اتر سکیں۔ یہ حقیقت بلا جھجک کہی جاسکتی ہے کہ انسان چاہے کتنی ہی محنت سے کوئی کام کرے، اس کی کوشش غلطیوں سے مکمل طور پر پاک نہیں ہو سکتی۔ صرف الہامی احکام ہی وہ واحد ذریعہ ہیں جو ہر قسم کی لغزش اور خامی سے محفوظ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب یورپ میں علمی بیداری آئی، تو یہود و نصاریٰ کی تحریف شدہ مذہبی تعلیمات اس فکری انقلاب کا ساتھ نہ دے سکیں۔ اُس وقت اہلِ مذہب کو سماج میں مکمل اقتدار حاصل تھا، چنانچہ انہوں نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر نئی فکری تحریکوں کو دبانے کی کوشش کی۔ نتیجتاً اہل علم اور مذہبی طبقے کے درمیان شدید تصادم پیدا ہو گیا۔ جو بھی فرد نئے نظریات پیش کرتا یا کلیسا کے نظریات سے اختلاف کرتا، اسے مرتد اور کافر قرار دے کر بدترین سزائیں دی جاتیں۔ ہزاروں علمی کتابیں اور ان کے مصنفین کلیسا کے فتووں کی بھینٹ چڑھ گئے۔ پاپائے روم کے احکامات پر نہ صرف علمی ذخائر نذر آتش کیے گئے بلکہ لاکھوں افراد کو قید، تشدد اور موت کی سزائیں بھی دی گئیں۔ اس ظلم اور جبر نے عام لوگوں کو مذہب سے متنفر کر دیا، اور یورپ میں الحاد اور بے دینی کی لہر اٹھ کھڑی ہوئی۔ جب ان لوگوں نے اپنے مذہبی رہنماؤں سے انتقام لینے اور انہیں بدنام کرنے کا فیصلہ کیا، تو انہوں نے اسلام سمیت دیگر مذاہب کو بھی تنقید کا نشانہ بنانا شروع کر

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 01-12-2025

دیا۔ وہ جہاں اپنے مذہب کی کوتاہیوں پر بات کرتے، وہیں اپنی حفاظت یا مقبولیت کے لیے اسلام کو بھی بلا جواز نشانہ بناتے۔ اس طرح انہیں ایک طرف مذہبی طبقے کی حمایت حاصل ہو جاتی اور دوسری طرف وہ اپنے فکری ایجنڈے کو بھی آگے بڑھاتے رہتے۔

انسان فطرۃً علم کے لئے پیاس محسوس کرتا ہے اور جہاں اسے علم کی کوئی مشعل فروزاں نظر آتی ہے وہ اس کی طرف لپکتا ہے۔ یورپ میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جو علم کے پیاسے تھے لیکن ان کے ساتھ پاپائے روم کا جو سلوک تھاوہ ڈاکٹر ڈریپر کے: الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں

پاپائے روم کے ہاں ہر وہ عیسائی کافر تھا جو کلیسائی ذہن سے بالاتر ہو کر سوچتا، علمی کتابیں لکھتا، سائنسی نظریات پیش کرتا، مسلمانوں کی تہذیب یا کسی اور بات کو اچھا سمجھتایا ہر روز نہاتا تھا۔ ایسے کافروں کو سزا دینے کے لئے پاپا نے 1478ء میں ایک مذہبی عدالت) انکوائریشن (قائم کی۔ اس نے پہلے سال دو ہزار – اشخاص کو زندہ جلایا اور ستر ہزار کو قید و جرمانہ کی سزادی۔ دس برس میں اس نے سترہ ہزار کو آگ میں پھینکا۔ ستانوے ہزار تین سو اکیس کو قید و بند کی سزادی اور ساتھ ہی مختلف علوم کی چھ ہزار کتابیں جلا دیں۔ پوپ کی مرکزی مذہبی عدالت نے1481 ء اور1808 ء کے درمیانی عرصے میں تین لاکھ چالیس ہزار نفوس کو نہایت المناک سزائیں دیں۔ ان میں سے بتیس ہزار کو زندہ جلایا۔[11]

اس ظلم کارد عمل یہ ہوا کہ علم کے شیدائی مذہب کے دشمن ہو گئے اور انہوں نے علمی ترقی کے لئے مذہبی پابندیوں سے آزاد ہونا ضروری سمجھا۔ مذہب اور کلیسا کے خلاف ایک طوفان اٹھا اور یہ طوفان پوپ اور کلیسا کے اختیارات کو بہا کر لے گیا۔ یورپ میں علم کی ترقی کلیسا کی اسی شکست کی مرہون منت ہے۔ کلیسا کی اسی علم دشمنی کا نتیجہ تھا کہ اہل مغرب نے مذہب کو زندگی کے عام معاملات سے فارغ کر کے گرجے میں بند کر دیا جہاں ہر اتوار کے روز چند عیسائی اپنے محبوس مذہب کی زیارت کے لئے چلے جاتے ہیں۔ عیسائیوں کی مذہب بیزاری کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ برطانیہ جو عیسائیت کا مرکز ہے وہاں گرجے فروخت ہو رہے ہیں اور کئی گرجوں کو مسلمانوں نے خرید کر مسجدوں میں بدل دیا ہے۔ عیسائیوں کے مذہبی راہنما شکوہ سنج ہیں کہ ان کی آبادی کی اکثریت برائے نام عیسائی ہے عملاوہ مذہب کو خیر باد کہہ چکی ہے۔ اس صورت حال میں یورپ میں الحاد کی تحریک نے زور پکڑا۔ اہل یورپ کی قومی زندگی کا ہر شعبہ عملاً ان لوگوں کے قبضے میں چلا گیا جو عیسائی کہلاتے تھے لیکن ان کی سوچ بھی ملحدانہ تھی اور ان کا عمل بھی ملحدانہ۔ زندگی کے دیگر تمام شعبوں کی طرح استشراق کی تحریک میں بھی ملحد شامل ہو گئے۔ یہ ملحد مستشرقین، استشراقی جدو جہد میں عیسائی راہبوں اور پادریوں کے شانہ بشانہ مصروف کار تھے۔ ان لوگوں کی عیسائیت یا یہودیت سے کوئی ہمدردی نہ تھی۔ وہ عیسائیت کے بھی دشمن تھے اور کلیسا کے بھی۔ لیکن جس طرح ہزاروں اختلافات کے با وجود استشراق کی تحریک میں یہودی اور عیسائی کندھے سے کندھا ملا کر چل رہے تھے اسی طرح ملحد مستشرقین بھی پادریوں اور راہبوں کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ ان ملحدین کو استشراق کی شکل میں ایک آڑ میسر آگئی جس کے پیچھے سے انہوں نے مذہب کے خلاف اپنی کاروائیاں جاری رکھیں۔ اس قسم کے مستشرقین کے طریقہ کار اور ان کے مزاج کو سمجھنے کے لئے فولٹیئر کی مثال کافی ہے۔

فولٹیئر " ایک ملحد تھا۔ وہ مذہب اور کلیسا سب کا مخالف تھا۔ لیکن وہ نہ کھل کر بنو اسرائیل کے کسی نبی پر حملہ

کرنے کی جرات کر سکتا تھا اور نہ ہی کسی پوپ وغیرہ کو براہ راست اپنی تنقید کا نشانہ بنا سکتا تھا، کیونکہ اس صورت میں اسے کلیسا، عوام اور حکومت سب کی طرف سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس مشکل کا حل اس نے یہ نکالا کہ اس نے تمام ادیان اور ان کے بانیوں پر کیچڑ اچھالنے کے لئے حضور ﷺ کی ذات بابرکات کو بطور رمز استعمال کیا۔ اس نے حضور ﷺ کی ذات پر ایسے رکیک حملے کئے جن کی ہمت اس سے پہلے کسی کو نہ ہوئی ۔[12]

یہ بات صرف فولٹیئر تک ہی محدود نہیں بلکہ جن لوگوں نے افسانوں اور ناولوں کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کے کردار کو مسخ کر کے پیش کرنے کی کوشش کی ہے، ان میں کثیر تعداد اسی قسم کے لوگوں کی ہے۔

مستشرقین والے بنانے پیشہ کو علم :

دنیا کے ہر معاشرے میں ایک گروہ ایسے لوگوں کا موجود ہوتا ہے جن کا دین اور ایمان پیسہ ہے اور پیسے کی خاطر وہ اپنا ایمان بھی بیچ سکتے ہیں اور کسی دوسرے کے ایمان پر تنقید بھی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ مستشرقین کی تحریک میں بھی ایسے لوگوں کی کمی نہ تھی جن کا مقصد صرف پیسہ کمانا تھا اور ایسے لوگوں کو علم پیشہ مستشرقین کہا جاتا ہے۔ مستشرقین کی تحریک کے تفصیلی مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس تحریک نے ہمیشہ تبشیر یا استعمار کی جانب سے ملنے والی امداد پر بھروسہ کیا ہے اور اس تحریک کے اندر بھی ایسے بہت سے لوگ شامل تھے جن کا مقصد سراسر سیاسی تھا۔ انھوں نے محض علمی لبادہ اوڑھ رکھا تھا ان لوگوں نے تحریک استشراق کو ایک پلیٹ فارم کے طور پر استعال کیا اور اپنے علمی ذرائع کو تبشیری اور استعماری طاقتوں کی مرضی کے مطابق ڈھال لیا۔ انھوں نے اپنی تحقیقات اور اسلام کے خلاف اپنی بے زاری کا اظہار کچھ اس طرح کیا کہ انعام کے طور پر ان کو یورپ اور امریکہ کی یونیورسٹیوں تحقیقی اداروں مجلوں اخبارات ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بڑے بڑے عہدے ملے۔ مستشرقین کی اس جماعت میں سے چند لوگوں نے بہت ترقی کی اور انھوں نے حکومتی ایوانوں میں قابل ذکر عہدے حاصل کئے اور مستعمرین اور مبشرین سے مل کر اسلام کے خلاف محاذ قائم کر لیا۔ تمام اہل مغرب خواہ وہ یہودی ہوں، عیسائی ہوں یا ملحد ہوں ان کو اس امر خاص کا ادراک حاصل تھا کہ ان کے دینی سیاسی اور اقتصادی ایجنڈے کی تکمیل کی راہ میں اگر کوئی حقیقی رکاوٹ ہے تو وہ ہے مسلمان کا وجود اور ان کا نظریہ اسلام، چونکہ استعماری طاقتوں کی نظریں اسلامی ممالک کے وسائل پر تھیں اس لیے اس دور کا وہ مستشرق جس کے دل میں ایک تاجر کا دل تھا اچھی طرح جانتا تھا کہ جب تک امت مسلمہ کی دیوار ان کی راہ میں حائل ہے اس وقت تک نہ تو ایسٹ انڈیا کمپنی اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتی ہے اور نہ پاپائے روم کا اسلامی ممالک پر عیسائیت کا پرچم لہرانے کا خواب پورا ہو سکتا ہے۔ اس لیے ان سب نے مل کر اسلام کی اس دیوار میں رخنے ڈالے کی کوششوں کا آغاز کیا۔ مغرب کے بیٹے نے ان کے لیے اپنی تجوریوں کے منہ کھول دیئے اور لا تعداد مدعیان علم دولت شہرت اور حشمت کی اس دیوی کی خاطر اسلام کی دیوار کو منہدم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہو گئے۔

انھوں نے اسلامی ادب کے ذخیرے کو کھنگال ڈالا تاکہ ان کے ہاتھ کوئی ایسی چیز لگ جائے جس کی مدد سے وہ مسلمان کے کردار کو داغدار کر سکیں۔ انھوں نے ممالک اسلامیہ کے چپے چپے کو چھان مارا اور مسلم ممالک میں پھیلے بے

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 01-12-2025

پناہ قدرتی وسائل کی فہرستیں مرتب کیں ۔ مسلمانوں کی ان خامیوں کو نوٹ کیا جن کے ذریعے وہ باہم ان کو لڑا کر اپنے مفادات حاصل کر سکتے تھے۔ چنانچہ پیشہ ور مستشرقین کی تاریخ بھی اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ خود تحریک استشراق قدیم اور طویل ہے۔ کبھی یہ طبقہ پاپائے روم کی اشیر باد حاصل کرنے کی جدو جہد میں مصروف رہا تو کبھی اپنی علم فروشی کے کارناموں پر انھوں نے مغربی حکمرانوں کی طرف داد طلب نظروں سے دیکھا اور کبھی انھوں نے ان تجارتی کمپنیوں کا رخ کیا جہاں ان کے دامن ہوس میں چند سکے ڈالے جاسکتے تھے۔ آج کے پیشہ ور مستشرق اور ضمیر فروش عالموں کی توجہات کا مرکز امریکہ ہے جہاں ان کو بے پناہ مالی وسائل کے عوض اسلام کو سرنگوں کرنے کی پالیسیاں وضع کرنا ہوتی ہیں۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اپنی تشنہ خواہشوں کی امیر مسلمانوں کی ایک معقول تعداد بھی ان پیشہ ور مستشرقین کے کندھے سے کندھا ملا کر اپنے ہی نظریے اور عقائد پر کلہاڑا چلانے میں مصروف ہے۔[13]

ایسے مستشرقین جن کی تحریروں میں اسلام کے متعلق انصاف کی جھلک نظر آتی ہے:-

حقیقت کو شکوک وشبہات کے غبار میں چھپانے کی کوششیں زیادہ دیر تک کامیاب نہیں رہ سکتیں۔ مستشرقین نے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی کردار کشی کے لئے صدیوں کے عرصے پر محیط جو مہم چلائی، اس کارد عمل بھی خود مستشرقین کی تحریک کے اندر سے شروع ہوا۔ سولھویں صدی عیسوی کے اواخر میں یورپ میں ایسے لوگ منظر عام پر آئے جنھوں نے کلیسا کی اندھی تقلید کا پٹہ اپنی گردنوں سے اتار پھینکا اور صدیوں سے مشہور روایات کو عقل کے پیمانوں پر پرکھنے کی طرح ڈالی۔ انہوں نے عیسائیت کے عقائد کو تنقید کی نظر سے دیکھا۔ پاپائے روم اور پادریوں کے اختیارات کو چیلنج کیا اور آخر کار یہی تحریک پاپائی اقتدار کے خاتمے اور یورپ کی نشاۃ ثانیہ پر منتج ہوئی۔ اس مثبت رجحان نے کئی مستشرقین کو ہمت دلائی کہ وہ اسلام کے رخ زیبا پر پڑے ہوئے شکوک وشبہات کے اندر سے اس دین کے اصلی رخ کو دیکھنے کی کوشش کریں۔ انہوں نے کوشش کی کہ وہ اس دین کو اس شکل میں دیکھیں جس شکل میں یہ دین پیغمبر عربی نے اپنی امت کے سامنے پیش کیا تھا۔

اس فصل میں ہم جن مستشرقین کا ذکر کر رہے ہیں یہ وہ مستشرقین ہیں جو مسلمان نہیں ہیں۔ ان لوگوں کا تعلق مغرب سے ہے اس لئے قدرتی طور پر وہ مسلمانوں اور اقوام مشرق کا مطالعہ اور تجزیہ ان پیمانوں سے کرتے ہیں جو مغرب میں رائج ہیں۔ چونکہ انہوں نے اسلام کے حلقے میں شامل ہونے کا فیصلہ نہیں کیا اس لئے ان کا اپنے آبائی ادیان کے زیر اثر ہونا بھی ایک قدرتی بات ہے۔ اس لئے ہم ان لوگوں سے یہ توقع نہیں رکھ سکتے کہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کو بالکل اسی نظر سے دیکھیں جس نظر سے ہم دیکھتے ہیں۔ اور یہ لوگ اگر اس سطح پر پہنچ جائیں تو مستشرق نہیں رہتے بلکہ ملت اسلامیہ کے فرد بن جاتے ہیں، جیسا کہ کئی مستشرقین کو قدرت نے ہدایت کی دولت عطا فرمائی اور آج وہ تحریک استشراق کے پودے کی آبیاری کے لئے نہیں بلکہ اسلام کی خاطر اپنی صلاحیتیں صرف کر رہے ہیں اور ان لوگوں کی نسبت کہیں زیادہ خلوص اور جذبے کے ساتھ کلمہ اعلاء الحق کی کوششوں میں مصروف ہیں جن کو اسلام کی دولت ورثے میں ملی ہے۔ اس قسم کے لوگوں نے ان مستشرقین پر شدید تنقید کی۔

اس قسم کے لوگوں نے مستشرقین پر شدید تنقید کی ہے جنہوں نے استشراق کے پردے میں علم و تحقیق کا لبادہ اوڑھ کر اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف الزام تراشیاں کی ہیں۔ مستشرقین کے اس طبقے کی تحریروں میں بھی بے

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 01-12-2025

شمار غلطیاں موجود ہیں۔ ان کی تحریروں میں بعض ایسی باتیں بھی موجود ہیں جو اسلام کے لئے ان کے پیشروؤں کے بے بنیاد الزامات سے بھی زیادہ تباہ کن ہیں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں:

- ایک وجہ تو یہ ہے کہ ان میں سے اکثریت کا اعتماد اپنے پیشروؤں کی تحریروں پر ہے یا ان کا اعتماد مسلمانوں کی کتابوں کے ان تراجم پر ہے جو متعصب مستشرقین نے کئے ہیں اور مترجمین نے قاری پر اپنا نقطہ نظر مسلط کرنے کے لئے ان تراجم کی ابتداء میں لمبے چوڑے مقدمے تحریر کئے ہیں۔
- دوسری وجہ یہ ہے کہ اہل مغرب نے تاریخی حقائق کو پرکھنے کے لئے جو معیار وضع کئے ہیں، ان معیاروں پر تاریخ اسلام کے بے شمار حقائق کو پر کھنا ممکن ہی نہیں۔ جو مورخ تاریخ کے ہر واقعے کو مادی محرکات کے پیمانے پر پر کھتا ہے ، وہ کیسے یقین کر سکتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کی ہر چیز بارگاہ رسالت میں پیش کر دی تھی اور اپنے گھر کے لئے خدا اور رسول کے سوا کسی چیز کو ضروری نہ سمجھا تھا۔ یہ لوگ اپنے مغربی پیمانوں پر تاریخ اسلام کے واقعات کو پر کھتے ہیں۔ جب تاریخِ اسلام کے کئی واقعات ان کے پیمانوں پر پورے نہیں اترتے تو یہ لوگ اس راستے پر چل نکلتے ہیں جس: راستے پر چلنے والوں کے متعلق قرآن حکیم نے بارہا فرمایا ہے کہ

  إِن هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ[14]

  ترجمہ :اور وہ نرے گمان میں۔

  مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ[15]

  ترجمہ :انہیں درحقیقت اس کا کچھ علم ہی نہیں وہ صرف جھوٹ بول رہے ہیں ۔
- تیسری وجہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے اسلام کے بارے میں کچھ مثبت باتیں لکھی ہیں، ان میں کثیر تعداد ان لوگوں کی ہے جنھوں نے اپنے اسلاف کے رویے کو چھوڑنے کا فیصلہ اس لئے کیا کیونکہ ان کو یقین ہو چکا تھا کہ ذہنی بیداری کے اس دور میں، اسلام کے بارے میں ان کے اسلاف کا رویہ خود ان کی تحریک کے لئے زیادہ تباہ کن ہے۔ اس حکمت عملی کے پیش نظر انہوں نے اپنے اسلاف کی طرف سے اسلام کے خلاف کی جانے والی الزام تراشیوں پر شدید تنقید کی لیکن انہوں نے خود بھی اسلام کے خلاف ایسے حملے کئے جو ان کے اسلاف کے حملوں سے بھی زیادہ خطر ناک تھے۔ ان لوگوں کے رویے میں تبدیلی حکمت عملی میں تبدیلی کی وجہ سے تھی، ان کا رویہ اس لئے نہیں بدلا تھا کہ اسلام کے متعلق ان کے موقف میں تبدیلی آگئی تھی۔ اس لئے مسلمان جب ان لوگوں کی تحریروں کو پڑھیں تو صرف یہ بات ذہن میں نہ رکھیں کہ یہ تحریریں منصف اور غیر جانبدار مستشرقین کی ہیں بلکہ وہ یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ ان تحریروں کے لکھنے والے غیر مسلم ہیں۔ ان سے نادانستہ طور بھی غلطی ہو جانے کے بے شمار امکانات ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بظاہر منصف مستشرق، جس

Scholar Insight Journal
https://scholarinsightjournal.com/
Volume.3, Issue.3 (Oct-Dec-2025)
Acceptance Date: 11-17-2025
HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 01-12-2025

کی تحریر آپ پڑھ رہے ہیں، اس کا دل بھی آپ کے خلاف حسد و بغض سے پر ہو اور وہ آپ کو شہد میں ملا کر زہر پلانا چاہتا ہو۔

استشراق اور عصر حاضر:

جب نو آبادیاتی نظام کے شکنجے کی گرفت ڈھیلی پڑنے لگی۔ مختلف ممالک میں آزادی کی تحریکیں اٹھنا شروع ہوئیں اور اہل مغرب نے محسوس کیا کہ اگر مسلمان جاگ اٹھے تو مغرب کی ذہنی غلامی سے آزاد ہو جائیں گے۔ اپنی تہذیب اور طرز حیات پر فخر کرنے لگیں گے، یوں ساری دنیا کو عیسائی بنانے کا خواب بھی چکنا چور ہو جائے گا اور اہل مغرب کی تخیلاتی نسلی برتری کا محل بھی زمین بوس ہو جائے گا، تو انھوں نے مستشرقین کی مدد سے نیا لائحہ عمل مرتب کیا۔ اب مستشرقین نے اسلام کے روایتی مطالعے پر توجہ کم کر دی اور دورِ حاضر کے مسلمان معاشروں میں پائے جانے والے رجحانات کا تفصیلی مطالعہ شروع کر دیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد برطانیہ میں جو سکار بر ور پورٹ پیش کی گئی، اس میں برطانوی مفادات کے تحفظ کے لیے نیا لائحہ عمل پیش کیا گیا۔ ایچ اے آرگب کی کتاب) **ماڈرن ٹرینڈز ان اسلام** (میں بھی نئے تقاضوں کے پیش نظر مسلمانوں کے حالات کو سمجھنے کی کوشش دکھائی دیتی ہے۔[16]

مستشرقین اپنی حکومتوں کے دست راست اور اپنے اپنے ملک کی وزارت خارجہ کے مشیر بنے اور اپنے وسیع تجربے اور مطالعے سے فائدہ اٹھا کر ایسی پالیساں وضع کیں کہ استعماری طاقتوں کے چلے جانے کے بعد بھی مسلمان ان کی ضرورت محسوس کریں؛ اور وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب رہے۔ چناں چہ استعماری طاقتوں نے دم واپسیں مستشرقین کے مشورے سے مسلمانوں پر جو وار کئے تھے ان کے اثرات آج تک دیکھے جاسکتے ہیں۔ نصاب تعلیم ہی کو دیکھیں، مسلمان آج تک اپنے مدارس میں وہی نصاب پڑھا رہے ہیں، جو مستشرقین انھیں عطا کر گئے ہیں۔ اس نظام تعلیم نے دین کو دنیا اور علوم جدیدہ کو مسلمانوں کے روایتی علوم سے علیحدہ کر دیا ہے۔ ملت تقسیم ہو گئی ہے اور علم کے میدان میں اقوام مغرب سے بہت پیچھے رہ گئی ہے۔ آج مسلمان عربی اور اسلامیات تک سیکھنے کے لیے یورپ اور امریکا کی یونی ورسٹیوں میں داخلے لیتے ہیں اور ان مسخ شدہ اسلامی مصادر کی طرف رجوع کرتے ہیں، جو مستشرقین نے اپنے مخصوص مقاصد کے لیے تیار کیے ہیں۔ چناں چہ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ استعماری طاقتوں کے چلے جانے کے بعد بھی مسلمان نظرآ اور عملاً ان کے غلام ہیں۔

مسلمان ممالک کی داخلی اور خارجی پالیسیاں سب انھی کے اشارے پر بنتی ہیں۔ عصر حاضر میں مستشرقین کو ایک اور چیلنج در پیش ہے۔ مسلم ممالک کا حکمران طبقہ اور ارباب بسط و کشاد تو بلا شبہ مغرب کے اندھے مقلد اور اس کے تخچیر زبوں چلے آتے ہیں۔ تاہم ان ممالک کے اندر سے ایسی تحریکیں اٹھنا شروع ہوئیں ، جو نفاذ اسلام کا مطالبہ کرنے لگیں۔ بر صغیر ، مصر اور افریقہ کے مسلم ممالک میں ایسی تحریکوں نے زور پکڑا ۔ اس صورت حال نے ایک بار پھر اہل مغرب کا سکون برباد کر دیا، کیونکہ انھوں نے سمجھ لیا تھا کہ ان کی استشراقی اور الحادی کو ششوں سے مسلمانوں کا رابطہ ان کے مرکزِ قوت سے کٹ چکا ہے، جس کے بحال ہونے کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ چناںچہ مستشرقین ایک بار پھر استشراقی، تبشیری

Scholar Insight Journal
https://scholarinsightjournal.com/
Volume.3, Issue.3 (Oct-Dec-2025)
Acceptance Date: 11-17-2025

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 01-12-2025

اور استعماری آرزؤں کے محل کی حفاظت کے لیے میدان میں آگئے۔ مختلف ممالک میں اسلام کے حق میں اٹھنے والی آوازوں کو کچلا گیا۔ اسلام پسندوں کو اقتدار سے محروم رکھنے کی سازشیں ہونے لگیں۔ مسلمانوں کی طرف سے ایٹم بم بنانے کی کوششوں کو اسلامی بم کا نام دیا گیا اور ابھی کچھ ہی عرصہ پہلے افغانستان کو جس طرح تہس نہس کیا گیا اور عراق اقتصادی اور سیاسی مفادات کے زیر اثر یورپ اور امریکا کے ہاتھوں جس طرح زیر وزبر ہوا، اس کا حال سب کے سامنے ہے۔ لیکن ستم ظریفی دیکھیے کہ بایں ہمہ دہشت گردی اور بدامنی کی ذمے دار بالعموم مسلمانوں ہی قرار دیے جاتے ہیں۔ تحریک استشراق کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مستشرقین نے اس کا آغاز دو جہتوں میں کیا تھا، ایک طرف تو انھوں نے مسلمانوں کے علمی ذخائر کو اپنے ممالک میں منتقل کرنے اور انھیں استعمال میں لا کر مادی اور تہذیبی میدانوں میں ترقی کرنے کی کوششیں شروع کیں اور دوسری طرف مسلمانوں کے دین، ان کی تاریخ و تہذیب کو مسخ کرنے، مسلمانوں کو اپنے دین سے بیگانہ کرنے اور غیر مسلم لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے کی بھر پور مہم چلائی۔ زمانے کے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق ان کے طریقہ ہائے کار میں تو تبدیلیاں آتی رہیں، لیکن جس مقصد کے تحت اس تحریک کا آغاز ہوا تھا، وہ مقصد مستشرقین کی نگاہوں سے کبھی اوجھل نہیں ہوا۔ مستشرقین نے کبھی طالب علموں کا روپ اختیار کیا، کبھی جسموں پر صلیبیں سجائیں ، کبھی تحقیق و جستجو کے نام پر ممالک اسلامیہ کے کونے کونے میں پہنچے، کبھی مسلمانوں کے ہمدرد اور خیر خواہ بن کر منظر عام پر آئے اور کبھی پسماندہ اقوام کے لیے مشفق و مربی کا روپ دھارا۔ لیکن اتنے روپ بدلنے کے باوجود ان کا مقصد ہمیشہ ایک ہی رہا اور وہ مقصد اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اور انھیں مغرب کے مقابل اور اس کے برابر آنے سے روکنا تھا۔[17]

خلاصہ بحث:

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مستشرقین کی بعض علمی کاوشیں اور تحقیقات قدر کے قابل اور سنجیدہ مطالعے کی حامل ہیں۔ انہوں نے کئی ایسی قوموں کی تاریخ کو جو وقت کی گرد میں دب چکی تھیں، اپنی مسلسل محنت اور جدوجہد سے نہ صرف محفوظ کیا بلکہ مرتب کر کے قابل مطالعہ بھی بنایا۔ اسی طرح انہوں نے مختلف زندہ تہذیبوں کے علوم وفنون، جو نایاب مخطوطات اور پرانی دستاویزات کی صورت میں دنیا کی بڑی لائبریریوں یا علمی شخصیات کے ذاتی ذخائر میں گوشہ گمنامی میں پڑے تھے، انہیں تلاش کیا، ان کی تصحیح و تدوین کی اور شائع کر کے علمی پیاس بجھانے کا سامان مہیا کیا۔ لیکن جب بات اسلامی علوم کی ہو، خاص طور پر سیرت النبی ﷺ، تاریخ اسلام، فقہ، تفسیر اور حدیث جیسے بنیادی دینی علوم کی، تو یہاں ان کی کوششوں کا بنیادی مقصد تحقیق کم اور اسلام دشمنی پر مبنی عزائم زیادہ دکھائی دیتے ہیں۔ صلیبی جنگوں میں شکست کے بعد مغرب کو یہ بات بخوبی سمجھ آ چکی تھی کہ مسلمانوں کی طاقت اور عظمت کا سرچشمہ قرآن، سنتِ رسول ﷺ اور ان کی تعلیمات ہیں۔ یہی وہ حقیقت تھی جس نے انہیں منصوبہ بندی کے تحت اسلام کے اصل ماخذ کو نشانہ بنانے پر مجبور کیا۔

چنانچہ مستشرقین نے ان اسلامی مصادر کو ڈھونڈ کر شائع کیا، لیکن ساتھ ہی ان میں اس انداز سے تحریف، شک، تنقید اور طنز کی آمیزش کی کہ اصل مقصد مسلمانوں کے ایمان اور اعتماد کو متزلزل کرنا تھا۔ انہوں نے دینی متون کی ایسی تشریحات پیش کیں جو عام مسلمان کے ذہن میں الجھن اور شکوک پیدا کریں۔ مغربی طاقتوں کے سیاسی اور سامراجی مفادات کے تحفظ کے لیے انہوں نے اسلام کے خلاف منفی مواد پر مبنی لٹریچر تخلیق کیا، اور

CC BY

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 01-12-2025

اس لٹریچر کے ذریعے قرآن، حدیث اور نبی کریم ﷺ کی ذات کو نشانہ بنایا۔

مستشرقین کی یہ مہم صرف تنقید تک محدود نہ رہی بلکہ انہوں نے مسلمانوں کے حکمران طبقے کو بھی اسلام کے درخشاں ماضی سے بد ظن کرنے، حال سے مایوس کرنے اور مستقبل سے بے یقین بنانے کی کوشش کی۔ اس منصوبہ بندی کے نتیجے میں مختلف قسم کے مستشرقین سامنے آئے جن کا بنیادی ہدف اسلامی تہذیب کو کمزور کرنا، مسلمانوں کے دینی شعور کو زائل کرنا اور فکری سطح پر انہیں شکست دینا تھا۔

حوالہ جات:

1. محمد زبیر، اسلام اور مستشرقین، لاہور: مکتبہ رحمۃ للعالمین، 2014، ص3
2. پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ، لاہور: ضیاء القرآن پبلیکشنز، ذیقعدہ1418 ہجری، 6 / 120
3. محمد زبیر، اسلام اور مستشرقین، ص15
4. افتخار احمد افتخار، تحریک استشراق لا متناعی تسلسل، کتاب وسنت ڈاٹ کام، 2019ء، ص128
5. پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی، 184/6
6. پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی، ص185
7. افتخار احمد افتخار، تحریک استشراق لا متناعی تسلسل، ص143
8. القرآن: 24/14
9. القرآن: 25/14
10. پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی، 195/6
11. غلام جیلانی، یورپ پر اسلام کے احسان، لاہور: غلام علی پرنٹرز، س ن، ص 90 https://kitabosunnat.com/kutub-library/Yourap-Per-Islam-K-Ihsan
12. غلام جیلانی، یورپ پر اسلام کے احسان، ص95
13. افتخار احمد افتخار، تحریک استشراق لا متناعی تسلسل، ص139-140
14. القرآن: 20/43
15. القرآن: 78/2
16. پروفیسر خلیق احمد نظامی، «مستشرقین کے افکار و نظریات کے مختلف دور۔" اسلام اور مستشرقین، معارف اعظم گڑھ، 2 / 16
17. شہباز منج، فکرِ استشراق اور عالمِ اسلام میں اسکا اثر و نفوذ، لاہور: القمر پبلیکشنز اردو بازار 2016ء، ص83

CC BY

Bibliogrophy

1. Zubair, M. (2014). *Islam aur Mustashriqeen*. Lahore: Maktabah Rahmat al-‘Alamin.
2. Karam Shah, P. M. (1997/1418 AH). *Zia al-Nabi* (Vol. 6). Lahore: Zia-ul-Qur’an Publications.
3. Zubair, M. (2014). *Islam aur Mustashriqeen*. (p. 15). Lahore: Maktabah Rahmat al-‘Alamin.
4. Iftikhar, I. A. (2019). *Tehrik-e-Istishraq: Lamtanahi Tasalsul*. Kitab-o-Sunnat. https://kitabosunnat.com
5. Karam Shah, P. M. (1997/1418 AH). *Zia al-Nabi* (Vol. 6, p. 184). Lahore: Zia-ul-Qur’an Publications.
6. Karam Shah, P. M. (1997/1418 AH). *Zia al-Nabi* (p. 185). Lahore: Zia-ul-Qur’an Publications.
7. Iftikhar, I. A. (2019). *Tehrik-e-Istishraq: Lamtanahi Tasalsul* (p. 143). Kitab-o-Sunnat.
8. The Qur’an. (n.d.). Surah Ibrahim, 14:24.
9. The Qur’an. (n.d.). Surah Ibrahim, 14:25.
10. Karam Shah, P. M. (1997/1418 AH). *Zia al-Nabi* (Vol. 6, p. 195). Lahore: Zia-ul-Qur’an Publications.
11. Jilani, G. (n.d.). *Europe par Islam ke Ihsan* (p. 90). Lahore: Ghulam Ali Printers. https://kitabosunnat.com/kutub-library/Yourap-Per-Islam-K-Ihsan
12. Jilani, G. (n.d.). *Europe par Islam ke Ihsan* (p. 95). Lahore: Ghulam Ali Printers.
13. Iftikhar, I. A. (2019). *Tehrik-e-Istishraq: Lamtanahi Tasalsul* (pp. 139–140). Kitab-o-Sunnat.
14. The Qur’an. (n.d.). Surah Al-Zukhruf, 43:20.
15. The Qur’an. (n.d.). Surah Al-Baqarah, 2:78.
16. Nizami, K. A. (n.d.). Various phases of Orientalists’ thoughts and doctrines. In *Islam aur Mustashriqeen* (Vol. 2, p. 16). Ma‘arif Azamgarh.
17. Manj, S. (2016). *Fikr-e-Istishraq aur ‘Alam-e-Islam mein Iska Asar-o-Nufuz* (p. 83). Lahore: Al-Qamar Publications.